عبد و معبود کی حقیقت سے روشناس ہونے کیلئے

بہائیت

کا

پوسٹ مارٹم

بہائی مبلّغوں کی صحیح ترین تصویر

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (القرآن)

ہم باطل کے سر پر حق کی ایسی ضرب لگاتے ہیں۔ کہ اس کا دماغ پاش پاش ہو جاتا ہے۔ پھر وہ سر نہیں اٹھا سکتا۔

مرتبہ

ماسٹر غلام محمد بٹ۔ عالمگیری بازار۔ سرینگر

قیمت ۳۰ پیسے

دیباچہ

پچھلے دنوں راقم الحروف نے بہائی زعماء کے ساتھ حتی القدر ایک بیباک مکالمہ انجام
دیا۔ جسکی روئداد ایک کتابچہ "اثباتِ دینِ فطرت" کی صورت میں چھپا کر قارئین کے
استفادہ کیلئے شائع کیا۔ کتابچہ مذکورۃ الصدر نے عامۃ المسلمین میں مقبولیت
حاصل کی۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے جہاں انہیں قرآن کریم کے چند آیات کے مثبت
ترجمے سے واقفیت حاصل ہوئی۔ وہاں بہائی مذہب کے کھوکھلے دعاوی بھی روشناس ہوئے۔
چنانچہ راقم الحروف جناب الحاج مولانا مولوی غلام نبی صاحب مبارک کے
ابہام پر بالخصوص اور قارئین کتابچہ صدرہ کے اصرار پر بالعموم بہائی دعاوی کی
حقیقت کی مزید روشنی ڈالنے پر آمادہ ہوا۔ ضمیر بھی اصرار کرنے لگا کہ بہائی مذہب کی
تواریخ پر مزید روشنی ڈال دیجائے۔ تاکہ باغیانِ اسلام دین الٰہیہ کی اکملیت کی
کسوٹی پہ پرکھ کر حیلہ و حجت سے رجعت قہری اختیار کر کے راہِ ہدا کیطرف پھر کر
آئیں۔ اور اسلام کے اصولوں کو چار چاند لگ جائیں۔ لہذا موصوف صدر اور
قارئین رسالہ سابقہ کے خواہشات کے احترام پر راقم نے بہت سی جستجو کے
بعد بہائی لٹریچر تلاش کر کے عامۃ المسلمین کی خدمت میں اشتعانِ توحید و
رسالت کے افادہ کے لئے پیش کر دیا ہے۔ امید ہے کہ تمام مسلمان فرقے
اپنے تمام امتیازات و اختلافات جو انہیں باہمدیگر ایک امت بننے سے روکتے ہیں۔
یکسر ختم کر کے مسلمہ احکامات دین پر اتحاد و تجدید امت کی بنیاد رکھیں گے۔ ضرورت ہے
مسلم دینی جماعتیں ایسے سب غلو کرنے والے فرقوں کو پوری ذمہ داری کے ساتھ اس
طرف متوجہ کر کے یہ ذہن نشین کرنے کی کوشش فرمائیں کہ اس فنا ہونے والے

دُنیا کیلئے مشکل سے مشکل تر محنت و مشقت کی جاتی ہے۔ مگر ہمیشہ رہنے والی آخرت کیلئے تھوڑا سا کام بھی دشوار و محال محسوس ہو رہا ہے۔ یہی کہ دینِ فطرت کی واقفیت حاصل کرنا امر محال اور بارِ گران نظر آرہا ہے۔ چنانچہ نتیجہ آبائی دینِ فطرت سے بغاوت کی شکل میں نکلا ہے موجودہ زمانے کے اکثر طالب علم اسلام کے بنیادی اصولوں سے ناواقف مگر فلمی گانوں اور ڈرامہ اور وہاب کھاڑو وغیرہ کے گانوں کو تلاش اور ازبر کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ غلام محمد بٹ

تمہیدی نوٹ

خواجہ غلام محمد صاحب کا دوسرا رسالہ بسلسلہ اصلاحِ بہائیت راقم نے چند ایک مقامات سے مطالعہ کیا۔ یہ رسالہ پہلے رسالہ کی نسبت زیادہ واضح اور مدلل ہے۔ عبارت کی سلاست اور روانی کے ساتھ دلائل اور وہ بھی بہائیت کے ہی اندرونِ خانہ سے اخذ کر کے بقدر کفایت رسالہ میں موجود ہیں۔ کہ یہ ایک نیا ایجاد کردہ دین تمام بانیانِ ادیان کے متفقہ اصول کا سراسر منافی ہے۔ جو کسی بھی قوم و ملت دین و دھرم سے مطابقت نہیں رکھتا ہے اور نہ کسی صدق و صداقت کے معیار پر اترتا ہے اس نو ایجاد خانہ ساز دین بنانے کی کونسی ضرورت اسکے بنانیوالوں کو پیش آئی تھی؟ رسالہ کے مطالعہ سے واضح ہوتی ہے۔ اس کے اصول و فروع میں مغربی تہذیب نو کی تقلید جو کچھ معلوم ہوتی ہے۔ رسالہ اس کا ضامن ہے۔ اہل اسلام اور شیدایانِ درگاہ خاتمیت خاتم الرسل و الانبیاء روحی فداہ علیہ السلام و علی جمیع اخوانہ من الانبیاء و المرسلین کو چاہئے۔ کہ خواجہ صاحب کی محنت اور دینی خدمت کی قدر و قیمت سمجھ کر اسے اپنے گھر میں لا رکھیں۔ تاکہ وقت پر کام آسکے۔ اور روز افزوں دہریت کا سیلاب روکنے میں مدد دے سکے۔ والسلام۔

نیازمند:- واعظ غلام نبی مبارکی
صدر بزم توحید اہل حدیث کشمیر۔ سرینگر

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

یَحْلِفُونَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ وَھَمُّوا بِمَا لَمْ یَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا اِلَّا اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنْ یَّتُوبُوا یَکُ خَیْرًا لَّھُمْ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ (سورۃ توبہ آیت ۷۴)

(منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ ہم نے یہ (بے جا) بات نہیں کہی — اور یقیناً اُنہوں نے کلمہ کفر کہا۔ اور اپنے (اظہار) اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ اور ایسی چیز کا قصد کیا جسکو نہیں پا سکے۔ وہ برا نہیں کہتے۔ مگر اس لئے کہ اللہ نے اپنے فضل سے اور اُس کے رسولؐ نے (مسلمانوں نے فتوحات کے بڑھنے سے جو غنا حاصل کیا۔ رسول اللہ نے منافقوں کو بھی اسمیں شامل کر دیا) ان کو غنی کر دیا۔ سو اب اگر (یہ) توبہ کریں۔ تو اُن کیلئے بہتر ہو گا۔ اور اگر پھیر رہیں۔ تو اللہ اُن کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دیگا۔ اور زمین میں اُن کا کوئی دوست نہ ہو گا۔ اور نہ کوئی مددگار ہو گا۔"

دنیا کا عذاب الیم بیشک ایک دردناک عذاب ہے۔ جو ان کو اس دنیا میں دیا جائیگا۔ جب ان کو یہ سزا مل گئی۔ تو اُن کا دنیا میں کوئی دوست مددگار نہ بنا جو اُن سے یہ سزا ٹال دیتا۔ جیسے کہ آپ آگے چلکر دیکھیں گے۔ کہ بہاء اللہ و دیگر بہائی شیخیں کو مصیبت پر مصیبت اٹھانے پڑا اُنہیں دُور کرنے میں کوئی ہاتھ بٹا نہیں سکا۔ یہ ہے منافقوں کا حال جو اول مسلمان ہو کر خدا سے باغی ہو گئے۔ ان کے دنیاوی دور کے واقعات آیت مندرجہ صدر کے ثبوت میں کافی ہو سکتے ہیں۔

شیطان کا بہکاوا | میرزا محمد علی شیراز (ایران) کے ایک مشہور سید خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء مطابق یکم محرم ۱۲۳۵ھ کے دن شیراز میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں فقہ، علم حدیث و دیگر اسلامی علوم میں مہارت حاصل کی۔ پھر ماموں کے ساتھ تجارت کرنے لگے۔ بائیس برس کی عمر میں آپکی شادی ہوئی۔ اور ایک لڑکا ہوا۔ جس کا نام احمد تھا۔ اسلامی علوم میں ماہر ہونیکے حیثیت سے قرآن شریف کے چند سیپاروں کا ترجمہ بھی کیا۔ اور حج کے لئے مکہ بھی گئے۔ حج سے واپسی پر شیطان کے بہکانے سے جیسے اس نے حوا کو بہکایا تھا۔ محمد علی گمراہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے شیطان کے بہکاوے کی نشاندہی کرکے بندوں کو اس کے نجات کیلئے مندرجہ ذیل آیات سے دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ
فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

(ترجمہ) اے پیغمبر۔ کہہ میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔ بہکانیوالے (شیطان) کے وسوسہ کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے بہکانیوالا یعنے شیطان کا وسوسہ سب سے کارگر چیز ہے۔ شیطان کا وسوسہ تین رنگوں میں ہوتا ہے۔ کبھی ربوبیت کے رنگ میں ہوتا ہے یعنی انسان خدا کے سوا دوسرے کو اپنا پرورش کرنیوالا سمجھتا ہے۔ یا خود ہی خدائی دعوی کر بیٹھتا ہے۔ کبھی حکومت کے رنگ میں کہ انسان اپنے اوپر حکومت الٰہیہ کے سوا دوسرے کی حکمرانی کو سمجھ کر اسقدر اس کے آگے جھک جاتا ہے۔ کہ خدا کو بھول جاتا ہے

کبھی محبوبیت کے رنگ میں بہکاتا ہے۔ کہ انسان دوسری چیزوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ مال کو، عورت کو، بیٹوں کو، عزت کو، شہرت کو اور خدا و رسولؐ کے حکم سے منہ پھیر لیتا ہے۔ چنانچہ بہک کر محمد علی نے باب ہونیکا دعوےٰ کیا باب جس کے معنی دروازے کے ہیں۔ ایرانی شیعوں کے شیخیہ فرقے میں یہ بات عام مشہور تھی۔ کہ بارھویں امام مہدی علیہ السلام پیدا ہو کر ۲۶۰ھ میں غائب ہو گئے۔ اور قیامت سے کچھ پہلے زمین پر دوبارہ پیدا ہونگے۔ باب اس اس پوشیدہ امام کے پاس دنیا کے حالات و واقعات پہنچانیکا ایک پوشیدہ روحانی قاصد ہے۔ اس لیئے باب کو نہایت ہی برگزیدہ اور تقدس مآب خیال کرتے تھے۔ ۱۸۴۴ء مطابق ۱۲۶۰ھ میں حج سے واپسی پر ۲۵ برس کی عمر میں مرزا محمد علی نے باب ہونے کا دعوےٰ کیا۔ چنانچہ بڑے بڑے شیعہ مجتہد اس کے پیرو بن گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اس نے اور چھلانگ مار کر امام مہدی ہونیکا دعوےٰ کیا۔ بس کیا تھا۔ شہر میں طوفان بدتمیزی بپا ہوا۔ اور اس کے بہت سے ساتھی اس سے الگ ہو گئے۔ محمد علی اپنے دعوےٰ پر ڈٹے رہے۔ اور باقی ماندہ پیروؤں کو یہ باور کرانے کی کوشش میں لگے رہے۔ کہ ایک بابی ایک ہزار غیر بابیوں پر سبقت لے جا سکتا ہے۔ جیسے کہ روایات کے بموجب حضرت امام مہدی کے پیرو اس قوت کے حامل ہونگے۔ اور طاغوتی طاقتوں کے مخالف صف آرا ہونگے۔ لہذا انہیں تاثرات کے زیر اثر محمد علی نے حسین خان والی شیراز کے خلاف مسلح بغاوت کرنے کا منصوبہ تین دفعہ بنایا مگر تینوں دفعہ ناکام رہا۔ اور وقتی حکومت اسکی اطلاع پا کر سخت برہم ہوئی۔ اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ مرزا محمد علی نے تینوں بار معافی لے کر رحم کی

درخواست کی جو منظور کی گئی۔ آخر یعنے تیسرا معافی نامہ مرزا محمد علی باب کے ہاتھ کا لکھا ہوا پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب (میٹریل فار دی سٹڈی آف بابی ریلیجن) میں چھاپ دیا ہے۔ مذکورہ صدر معافی نامے صرف تقیہ "double dealing" یعنی مصلحت آمیز جھوٹ کی بنیاد پر دئے گئے تھے۔ لیکن اندرونی طور پر یہ اپنے ساتھیوں کی بغاوت کی تشکیل میں مشغول ہو گئے۔ آخر حاکم شیراز نے اطلاع پاتے ہی زیادہ سخت رویہ اختیار کر کے مرزا محمد علی کو سنہ ۱۸۴۷ء میں قلعہ ماکو اور پھر قلعہ چہریق میں نظر بند کیا۔ نظر بندی کے دوران اس نے ایک نئی کتاب البیان لکھنی شروع کی۔ اور اس کے اقتباسات اپنے مریدوں کو چوری چھپے بھیجنے لگے۔ جو بغاوت اور تخریبی کاروائیوں کو شہ دینے میں ممد ہو سکتے تھے۔ مرزا جنی جو بابیوں کا مشہور مورخ ہے۔ لکھتا ہے کہ البیان کے احکام کے تحت نام نہاد مہدی موعود کا مذہب یکسا بیت ہے۔ اس لئے تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ ملکیت مہدی موعود ہو گی۔ جس سے چاہے جائداد چھین کر کسی دوسرے کو (جسے چاہے) دے سکتا ہے۔ جس سے چاہے عورت کو لیکر جس کو چاہے بخش سکتا ہے۔ اس طرح مہدی موعود خاوندوں اور بیویوں میں تبادلہ کر سکتا تھا۔ اسی کتاب کے احکام کے تحت ایک مسلمان جو مرزا محمد علی کو باب اور مہدی تسلیم نہ کرے تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے اور اس پر سختی کیجائے۔ سید یحیی دارابی جو مرزا محمد علی باب کا راسخ پیرو تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ اگر اس کا والد بھی مرزا صاحب کو مہدی موعود تسلیم نہیں کرتے۔ تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔ یہ اطلاع پاتے ہی حسین خان والی شیراز نے مرزا محمد علی کو پھانسی دینے کا حکم دیا۔ آخر جولائی سنہ ۱۸۵۰ء میں تبریز کے چوک میں

مع ایک ساتھی کے تختۂ دار پر لٹکایا۔

تقیہ بہائیت کا ایک بنیادی اصول ہے

تقیہ (مصلحتی جھوٹ) جو بہائیوں کی حفاظت خود اختیاری کے تحت بولنا روا ہے۔ جھوٹ بولکر بہائی کسی بھی رنگ میں اپنے آپکو پیش کر سکتا ہے اور ضمیر کے خلاف وقتی ضرورت کے پیش نظر کوئی بھی نظریہ اختیار کر سکتا ہے۔ اسی اصول کے تحت مرزا محمد علی باب نے اپنی ہلاکت سے ایکدن قبل اپنے مریدوں کو حکومت کے عتاب سے بچنے کے لئے مندرجۂ ذیل ہدایت بھیجدی تھی:-

"اے اصحاب۔ ہرگاہ کہ از شما سوال نمایند از حقیقت من۔ تقیہ نمایند وانکار نمایند و لعن کنید۔ زیرا کہ حکم اللہ بر شما این است"

اے ساتھیو! اگر کل لوگ میری حقیقت کے متعلق پوچھیں گے۔ تو تقیہ کریں اور انکار کریں۔ اور میرے اوپر لعنت کریں کیونکہ حکم اللہ یہی ہے۔

۲۔ مرزا حیدر علی جو بہاء اللہ کا ایک پختہ معتقد تھا۔ اپنی کتاب کے صفحہ ۵۰ پر لکھتا ہے:- "فانی و مرزا حسن شیرازی و درویش حسن شب بخانہ قنصل رفتیم و آخرین ہم در ظاہر۔ آداب اسلام را حفظ می نمودیم۔ و لو یا نتی بکتاب جدید و شرع جدید را ہم بدلائل اخفیہ و التقیہ ثابت میکرد۔"

میں (مرزا علی حیدر) و مرزا حسن شیرازی و درویش حسن ایک رات مصر کے قونصل کے پاس گئے۔ اور پیچھے اور سامنے اسلام کے اصول دُہراتے رہے۔ مگر پوشیدہ طور نئی کتاب (اقدس) اور نئے شرع کو دلائل سے وقتاً فوقتاً پوشیدہ طور ثابت کرتے تھے۔

(۳) ملا علی اکبر ایک بہائی مبلغ اپنی کتاب بہجۃ الصدور صفحہ ۵۰ پر لکھتا ہے۔

البیان کے حکم کے ماتحت کہ صلوٰۃ جماعت ممنوع است۔ مگر در صلوٰۃ میت یعنی جماعت سے نماز پڑھنی ممنوع ہے۔ مگر میت کی نماز جماعت سے ہو مگر یہ اس حکم کے خلاف شیراز کی مسجد میں امام کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ اور جماعت سے نماز پڑھا رہا تھا۔ اور اسطرح لوگوں پر اثر جما کر غیر محسوس طریقے سے بہائی اصول ذہن نشین کرانے کی کوشش کرتا تھا۔

۴۔ مرزا علی حیدر کے بہائیت کی تبلیغ کی خبر گورنر فارس شجاع الدولہ کے پاس پہنچی۔ گورنر فارس نے مرزا حیدر علی کو بلا کر فارس آنیکا مقصد دریافت کیا۔ مرزا حیدر علی بہائیت کو چھپا کر ایک مسافر کی حیثیت سے گورنر کے سامنے پیش ہوا۔ اور ادھر ادھر کے واقعات پر تبصرہ کرنے لگا۔ باتوں باتوں میں عکہ کے کچھ واقعات کا تذکرہ کیا۔ شجاع الدولہ چونکہ سخت گیر آدمی تھا۔ اُسے مرزا حیدر علی کے بہائی ہونیکا شبہ ہوا۔ اور سخت رویہ اختیار کیا۔ مرزا مذکورہ گھر آکر معروض خدمت ہوا۔

"از این طائفہ نیستم الا بے غرضانہ مشرف شدم و بے مرضانہ آنچہ دانستہ و دیدہ است عرض مے کنند"۔

میں بہائی فریقہ سے نہیں ہوں مگر بے غرضی سے اس فرقے سے دوچار ہوا جو کچھ بھی میں سمجھا ہوں۔ اور دیکھا ہے عرض کر رہا ہوں۔

شجاع الدولہ نے بتلا دیا۔ اگر تم بہائی نہیں ہوتے۔ تو اس طور بہائیت کے متعلق اظہار نہیں کرتے۔ تم سچ مچ بہائی ہو۔ اور مجھ سے چھپا رہے ہو۔ حیدر علی نے جواباً عرض کیا۔

"اگر فانی مومن و موقن است باید حضرتش را در جمیع جہات اطاعت کنم

اگرچہ میں بہاء اللہ کا ہی پیرو اور حمایتی ہوں۔ مگر آنجناب کی تابعداری ہر صورت میں کرنے پر تیار ہوں۔

شجاع الدولہ ان کے تقیہ سے واقفیت پاکر اُسے شہر بدر کر دیا۔ اور جلائے وطن کر دیا۔

۵۔ اسی مرزا حیدر علی کو بہاء اللہ نے جب استنبول کیلئے مبلغ تعینات کیا۔ اور حکم دیا کہ:۔ بحکمت صحبت کن و مشرف شدن ادرنہ را برائے سیاحت و اطلاع ہر جائے اظہار داد۔ استر ذہبک و ذہابک و مذہبک را ہموارہ ملاحظہ نما۔

اور نابول کے لوگوں کے سامنے ایک مسافر کی حیثیت میں پیش ہو جا۔ ہاں یاد رکھو۔ اپنی حالت سفر کی غایت مذہب اور عقیدہ پوشیدہ رکھو۔ یہ ہے داستان تقیہ بہائیت (double dealing) مصلحتی جھوٹ کی

منکران حق کی ناکامیوں کی روئیداد۔

مرزا محمد علی باب کے قتل کے بعد اُس کے مشہور اٹھارہ ساتھیوں میں سے باقیماندہ سترہ ساتھی دو سال تک خاموشی سے اندر ہی اندر پوشیدہ طور پر بغاوت کی تحریک چلاتے رہے۔ ان میں سے تین زیادہ مشہور تھے۔

(۱) ملا محمد علی بار فروش بہائی عرف جناب قدوس (۲) قرۃ العین بہائی عرف طاہرہ جو قزوین کے نواب کی خوبصورت بیٹی تھی۔ اور اُس وقت کے شاعروں میں ملک الشعراء کا درجہ رکھتی تھی۔ (۳) مرزا یحییٰ المعروف عندہم صبح ازل تحریک کے سرگرم کارکن تھے۔ اور وہی محمد علی کے جانشین مقرر ہوئے تھے۔ محمد علی کے قتل کے دو سال بعد صادق ایک بہائی مرید نے ناصر الدین شاہ ایران پر اسوقت

گولی چلائی۔ جبکہ وہ گھوڑے پر باہر سیر کر رہے تھے۔ مگر گولی کا نشانہ خطا ہوا۔ مرزا یحییٰ بغداد کی طرف بھاگ گیا۔ تم نہاد قدوس اور طاہرہ قرۃ العین کو گرفتار کر لیا گیا۔ مرزا یحییٰ عرف صبح ازل کے بجائے اس کے بھائی مرزا حسن علی کو بھی گرفتار کر کے طہران کے زمین دوز قید خانے میں قید کر دیا گیا۔ چونکہ مرزا حسن علی قتل کی سازش میں شریک نہ تھے۔ اس لئے روسی سفیر کی سفارش پر اُن کو رہا کر دیا گیا۔ اور بغداد کی طرف جلاوطنی کا حکم دیدیا گیا۔ مرزا یحییٰ المعروف صبح ازل پہلے ہی بغداد میں موجود تھے۔ اور محمد علی باب کے جانشینی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اب دونو بھائی ایک ہی جگہ مقیم ہو گئے۔ مرزا حسن علی نے گرفتاری سے اہمیت حاصل کر کے حلقۂ مریدان بھائی کے مقابل بڑھانے میں بزعم خود کامیاب ہو گئے۔ اور ۱۸۶۷ء میں من یظہرہ اللہ ہونیکا دعوےٰ کیا۔ اور بہاء اللہ کا لقب اختیار کر کے خدائی دعوےٰ کیا۔ اگر خدا سے بڑھکر بھی کوئی منصب ہوتا۔ اسے بھی نہ چھوڑتا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی۔ من یظہرہ اللہ کی محمد علی باب نے اپنے مرنے کے ۱۵۱۱ سال یا ۲۰۰۱ سال بعد ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ مگر مرزا حسن علی نے صرف سترہ برس بعد ہی مرزا یحییٰ صبح ازل کی حق تلفی کر کے من یظہرہ اللہ ہونیکا دعوے کر کے بہاء اللہ بن بیٹھا۔ اسطرح مرزا علی باب کی پیشگوئی کی دھجیاں اُڑ گئیں۔ اور اسی وجہ سے دونوں بھائیوں میں کشیدگی بڑھ گئی۔ اور ایکدوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ شہر میں انتشار کے آثار پیدا ہونے لگے۔ حکومت عثمانی نے دونوں بھائیوں کو شہر بدر کر دیا۔ مرزا حسن علی عرف بہاء اللہ کو عکہ اور

مرزا یحییٰ صبح ازل کو قبرص جلا وطن کر دیا۔ قبرص میں مرزا یحییٰ صبح ازل ۲۰ اپریل ۱۹۱۲ء میں مر گیا۔ عکہ حکومت عثمانی کا کالا پانی تھا۔ مرزا حسن علی وہاں کے قید خانے میں دو سال تک رہے۔ قید سے اپنے مریدوں کے نام چٹھی میں اپنے مصیبت کی بزدلانہ داستان سُنا رہا ہے۔ ڈاکٹر بروون اپنی کتاب میٹرئل فار دی سٹڈی آف دی بابی ریلیجن میں حسن علی کی چٹھی کا مضمون یوں لکھتا ہے۔ "میرے سارے اعضا درد سے چور چور ہو رہے رات کو ایک آنکھ بھی نہ جھپکتی۔ سر پر سے آبشار جیسے گر رہے ہیں۔ دو سال بعد قید سے رہا ہو کر ۲۲ سال تک عکہ میں ہی نظر بند رہے۔ بہاء اللہ دیکھ چکا تھا۔ کہ باب کا نام نہاد مہدی موعود کا دعوٰے بُری طرح ناکام ہو گیا۔ اس لئے رنگ بدلکر اپنے دعاوی کو موجودہ سائینس ثقافت معاشرت وغیرہ کے ساتھ منسلک کر کے سابقہ تمام بانی ادیان کے صحیفوں کو منسوخ العمل قرار دیکر شیطانی نئی ضرورتوں کے مطابق اپنے دعاوی کو پیش کرنے لگا۔ اس کے کہنے کے مطابق ہر ہزار سال کے بعد خدا بندوں کی ہدایت کیلئے ضرورت محسوس کر کے ایک نیا ہادی مبعوث فرماتا ہے۔ اب چونکہ نبی اور رسُل کا آنا بند ہو گیا ہے۔ اس لئے خدا خود انسانی مجسمہ اختیار کر کے بہاء اللہ کی شکل میں بندوں کی ہدایت کے لئے دُنیا میں ظاہر ہو گیا ہے۔ (حسن علی عرف بہاء اللہ کا دعوٰئے خدائی یہیں سے ہوا) الغرض نظر بندی کے دوران خدائی دعوٰے کر کے الواح (چھٹیاں) لکھنے شروع کئے ان الواح کو جمع کر کے اقدس کا نام دیا گیا۔ ملاحظہ ہو الواح اقدس:۔

(۱) یا ملاء المنساء کان مطلع نور الاحد یدعی فی السجن عکا اذا قصدت المسجد الاقصی مررت وما سالت عنہ بما ذ دفع بہ کل بیت وفتح کل باب۔ ضعیف:۔

(ترجمہ) اے آسٹریلیا کے بادشاہ۔ جب آپ بیت المقدس جاتے ہوئے عکہ سے گذرے اُسوقت خدائی روشنی کی کرنیں عکا کے جیل میں بند کر دی گئیں تھیں۔ اور آپ نے اس کے متعلق کچھ بھی دریافت نہ فرمایا۔ ہر گھر کو میری ہی وجہ سے عزت ملی۔ اور ہر بڑا دروازہ میرے لئے ہی کھول دیا گیا۔ (ہر گھر کا دروازہ کھلا۔ مگر بہائیوں کے خدا پر جیل کا دروازہ بند۔ جسکی رہائی بادشاہ سے کرتا۔ ایسا خدا بہائیوں کو ہی مبارک ہو۔ اسلام کے خدا کی شان ہے۔ وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ

(۲) ھوالذی ارسل رُسُلہ وانزل الکتاب الا انہ لا الٰہ الا انا العزیز الحکیم

وہ وہی ہے۔ (یعنے بہاء اللہ) جس نے پیغمبر بھیجے۔ اور الہامی کتابیں بھیجے۔ کوئی خدا نہیں صرف میں (نعوذ باللہ) جو طاقت والا اور دانا ہے

(۳) یا ملاء الانشاء واسمعوا نداء مالک الاسماء انہ ینادیکم من شطر سجنہ الاعظم انہ لا الٰہ الا انا المقتدر متکبر المسامر المتعالی العلیم الحکیم

اے لوگوں کے رہنما! آسمانوں کے مالک کی آواز سنو۔ جو تمہیں ایک بڑے قیدخانے سے پکار رہا ہے۔ کہ یہاں کوئی خدا نہیں صرف میں (نعوذ باللہ) جو طاقت والا شان والا۔ جاننے والا۔ اور دانا ہے (مگر قید ہے۔ جسکا پھاٹک بند ہے۔ کوئی اُس کی نہیں سنتا)

(۴) استعینوا یا معشر العلماء ولا تجعلوا انفسکم حجابا بینی وبین خلقی:۔

اللہ سے مدد مانگو اے علما! اپنے آپکو میرے اور میری پیدائش کے درمیان

رکاوٹ نہ بنو۔

(۵) یا ملا الارضین والسموات قد اتی منزل الآیات بسلطان لا تقوم معہ جنود العالم ولا سطوۃ الذی عصرا من ھذا الامر العظیم

تم زمین و آسمان کے رہنے والو فی الواقع نشانات کا اتارنے والا اور ظہور پایا ہے۔ طاقتور اور غالب جس کے سامنے تمام افواج آئین مگر نفی ہیں۔ ان لوگوں کی شان و شوکت جو امر عظیم (بہاء اللہ) کی مخالف ہونگے۔ کس کام آئیں گے۔

یہ ہے روئیداد اس نام نہاد خدا کی جس نے ترکی کے چند سپاہیوں کی کچھ معمولی مزاحمت بھی نہ کی مسلمین کی طاقت کا فقدان دیکھکر اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ اور عکہ کے جیل کیطرف قدم رنجہ کرالیا۔ اور ۲۴ سال عکہ کے قید خانے میں گزار دئیے۔ اور معبود حقیقی کے مقابل اپنی خدائی کا جھوٹا دعوٰے کر کے اپنے آپ کو ساری عمر کے لئے مصیبت میں ڈال دیا۔ چنانچہ اس نے ساری عمر رہتے ہوئے قید و بند میں جکڑے ہوئے گزاری۔ یہاں تک کہ اس کے معتقد بھی اسکی زندگی میں بھی اسے دیکھ نہ سکے۔ یہ ہے قرآن کریم کے ارشادات کا ثبوت یعنی جو اپنے (اظہار) اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ اور ایسی چیز کا قصد کیا جسکو نہیں پا سکے۔ . . . . سو اب اگر یہ توبہ کریں۔ تو ان کے لئے بہتر ہو گا۔ اگر پھرے رہیں۔ تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دیگا۔ اور زمین میں ان کا نہ کوئی دوست ہو گا۔ اور نہ کوئی مددگار ہو گا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔

فرعون کا دعوائے خدائی۔ اس کی ذلت و ویرانی عقلمندوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔ مگر سیاہ دل نہیں سمجھتا۔

جملہ مذاہبِ عالم کے پیرو خدائے علی الاطلاق کے بقائے ابدی و دوامی ہونے پر مکمل اعتماد و اعتقاد رکھتے ہوئے قادر مطلق کو دنیاوی کثافتوں اور آلودگیوں سے پاک عجز، نقص و تذلّل سے منزہ سمجھتے ہیں۔ برخلاف اس کے انسان کو عجز، نقص و تذلل کا مجموعہ لالچ اور خود غرضی کا پتلا خیال کرتے ہیں۔ پھر اسی عجز، نقص و تذلّل کے مجموعے کو خدای علی الاطلاق کا حصّہ قرار دینا انسانی فکر و عقل کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ انسان نما خدا جو لالچ سے بھرا ہوا ہو۔ جس کے بدن سے بول و براز پیدا ہوتے ہوں۔ جو چوٹ لگنے یا تکلیف ہونے پر درد محسوس کرتا ہو۔ جس کے پیٹ میں اگر اپریشن کیا جائے۔ تو وہی فضلہ برآمد ہوگا۔ جو ایک عام انسان کے پیٹ سے نکل جاتا ہے۔ جو بطن و فرج کے ضروریات محسوس کرتا۔ وہی ابنائے جنس کا خدا بن بیٹھے۔ ماضی کے تاریخی واقعات کے تسلسل سے یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے۔ کہ بشر ہی بشر کے لئے منذر و مبشر بن کر آئے ہیں۔ بشر کے ساتھ لوازم بشریت بھی ہونگے۔ بہاء اللہ بشر ہو کر دعوائے خدا کرتے ہوئے خدا کو بشریت کے زمرے میں داخل کرکے خالق ارض و سما کے بھاری عہدے سے گرا کر مخلوق کے

ایک کمترین درجے پر لا کھڑا کر دیتا ہے۔ منذر و مبشر، معلم مزکی انسان کامل (نہ کہ خدا) ہوتا ہے۔ قانونِ الٰہی کے مطابق یہی کامل انسان یعنے بشر بندۂ بشر کے لئے بطورِ نمونہ مبعوث فرماتا ہے۔ اگر دنیا میں فرشتے چلتے پھرتے۔ تو اللہ تعالےٰ ان کے لئے معلم و مزکی ایک کامل فرشتے کو ہی بطورِ نمونہ بھیج دیتا۔ چنانچہ اس بارے میں ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل آیت ۹۵)

(ترجمہ) (اے محمد) کہہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان سے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیج دیتے۔

غیر جنس یعنے فرشتے اگر انسانوں کی جگہ زمین پر آباد ہوتے۔ تو فرشتے ہی ان کی طرف رسول بنکر آتے۔ انسان فرشتے کو حواس جسمانی سے نہیں دیکھ سکتے۔ اس لئے یہ بطور (Model) نمونہ کام نہیں دے سکتا تھا۔ اب جبکہ فرشتہ انسان کے لئے معلم مبشر و مزکی ہو کر نمونہ کا کام نہیں دے سکتا ہے۔ تو کیا مالکِ جمیع صفات کمال منزہ عن جمیع النقص والزوال خدائے علی الاطلاق ایک بشر کیلئے (بشر بنکر خود معلم و مزکی مبشر و منذر ہو کر اس عجز و نقص و تذلل اس مجموعے کیلئے نمونہ ہو سکتا ہے۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ہیچ ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ جہلا اور احمق لوگ شانِ کبریائی نہ سمجھے۔

تصدیق یزدانی منکروں کی زبانی

ابو الفضل ایک شخص بہاء اللہ کا مرید خاص اور بلند پایہ مبلغ تھا۔ وہ مرزا یحییٰ کے زبانی بہاء اللہ کی دلسوز کہانی سننا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے جواباً مرزا یحییٰ عرف صبح ازل کو کذاب ثابت کرنے کے لئے اسلام کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اس کو دجال ثابت کرنے کے ثبوت میں لکھتا ہے:-

"این نکتہ بر اہل دانش پوشیدہ نماند۔ کہ ظہور کتاب دجال و کتاب حضرت ذوالجلال در یوم قیام قائم موعود از وعود حتمیہ الٰہیہ است مجموعہ رسائل صفحہ ۱۴۸

یہ نکتہ سوجھ بوجھ رکھنے والے آدمیوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ دجال کی کتاب کا بھی ظہور امام قائم (یعنے مہدی موعود) کے زمانے میں خدائے برحق کے وعدے کا مطابق ہوگا۔

اب ملاحظہ فرمائیے۔ کہ مرزا یحییٰ کے معتقدین بہاء اللہ کو دجال ثابت کرنے کے لئے کس طرح حدیث رسول ؐ کا سہارا لے لیتے ہیں لکھتے ہیں۔

الدجال یخرج من الارض بالمشرق یقال لها خراسان یتبعه اقوام کان وجوههم المجان المطرقة۔

دجال ایک جگہ سے جسے خراسان کہتے ہیں۔ ظاہر ہوگا۔ جو مشرقی ملکوں میں ہوگا۔ اور وہ لوگ جن کے منہ لوہے سے داغے ہوئے جیسے ہونگے۔ اس کے پیرو ہونگے۔ اور یہ دجال نئے احکام

پیش کریگا۔

قارئین نوٹ فرمائیں۔ کہ کس طرح جھوٹے دعویدار آپس ہی میں ایک دوسرے کے طعن و تشنیع کے شکار ہوتے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث رسول کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہو کر ایکدوسرے کو پچھاڑنیکی کوشش کرتے ہیں۔

مزید ابو الفضل قرآن شریف کی تصدیق کتاب الدرۃ البہیہ صفحہ ۱۳۵ سے (جو بہائیوں کی مستند کتاب ہے) نقل کرکے یوں لکھتا ہے۔

من ترکہ تقصمہ اللہ و من ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ

جس نے کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔ اور اللہ نے اس کو ہلاک کردیا۔ اور اس کے بغیر ہدایت تلاش کی وہ گمراہی میں پڑا۔

چنانچہ اپنی کتاب مجموعہ رسائل صفحہ ۱۸ پر قرآن شریف کے سورۂ یوسف آیت ۱۱۱ کے تفسیر میں لکھتا ہے۔

کہ خدائے العلی العظیم نے قرآن شریف میں افصح الفاظ کے ساتھ احکام خداوندی کے تفصیل میں ہر قسم کے بحث کا جواب مجملاً دیا ہے۔ لہذا خود غرضی اور لالچ اس کتاب کو راشی نہیں بنا سکتا۔ اور عام لوگ اس کتاب سے آسودہ نہیں ہورہے ہیں۔ جو کوئی اس کتاب سے منحرف ہوکر کسی دوسری جگہ ہدایت تلاش کریگا۔ وہ یقیناً عذاب کا مزہ چکھیگا۔

ملاحظہ ہو۔ ابو الفضل کی ایک اور تصدیق رسالت۔

قلنا فی کتاب الدرر البہیہ عبارہ عن کتاب العقد الفرید

جاء فیه ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی حق القرآن انہ لا تفنی عجائبہ (مجموعہ رسایل ۶۷)

ہم نے کتاب الدرر البہیہ میں کتاب عقد الفرید کی ایک عبارت نقل کی ہے جسمیں ذکر ہے۔ کہ حضرت رسالت مآب نے قرآن مجید کے سلسلہ میں فرمایا۔ کہ اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہونگے۔

بہائیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ کافی ہوگا۔ کہ کس طرح ابو الفضل ایک مستند بہائی مبلغ تصدیق رسالت و قرآن کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ اور باین ہمہ بہائی پھر بھی قرآن شریف کو منسوخ العمل قرار دیکر ایک نئی "اقدس" کا چرچا کرتے ہیں۔ قرآن شریف کے اندر سب مذاہب پر بحث موجود ہے۔ کوئی ایسی صداقت دینی یا دنیاوی نہیں ہے۔ جس کی تشریح اس میں موجود نہ ہو۔ غیر مسلم بھی اس کے قوانین کا سہارا لیکر اپنی مشکلیں حل کر لیتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کے کسی نام نہاد الہامی کتاب میں اس وضاحت سے مشکلات کا حل موجود نہیں ہے۔ جس وضاحت سے قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ بہاءاللہ اپنی کتاب ہفت وادی میں اس بات کا اقرار کر لیتا ہے۔ کہ لوگوں کے دماغ اخلاق اور جسمانی اقدار اسقدر کمزور پڑ گئے ہیں۔ کہ وہ اس کے معنے سمجھ سکیں۔ چنانچہ لکھتا ہے ؎

عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآن محیط
عنکبوتے کے تواند کرد سیمرغے شکار (ہفت وادی صفحہ ۴۲)

انسان کا نامکمل فہم ادراک قرآن شریف کے معنے کو کیسے گھیر سکتا ہے

جبکہ ایک مکڑی ایک سیمرغ کا شکار نہیں کر سکتی۔
بہاء اللہ قرآن شریف کے اعلے پایہ کے مضامین کو آج کل کے انسان کے سمجھ سے بالاتر مان کر ایک منتبدل کتاب کی ضرورت محسوس کرتا ہوا اپنی کتاب آج کل کے دماغ کے مطابق پیش کرتا ہے۔
اس کے مقابل جارج برناڈ شاہ انگلستان کا مشہور فلاسفر تمام دنیا کی توجہ اس طرف مبذول کر کے کہتا ہے۔ کہ آنے والی صدی میں تمام مغربی ممالک قرآن شریف کے اصول ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اور اس کے سامنے جھک جائیں گے۔
اب بہاء اللہ کے چند احکام جو قرآن کریم کے مخالف ہیں ملاحظہ ہوں۔
ان یحکم کیف یشاء واحل الرباء حرمۃ من قبل۔
یہ کہ ہم حکم دیتے جیسے کہ ہم چاہتے ہیں کہ سود کے حلال کے لئے جو پہلے حرام کیا گیا تھا۔
پہلے بہاء اللہ کے حکم کے تحت بھی سود کا کھانا حرام کر دیا گیا تھا۔ مگر اب مغربی ممالک کا رجحان دیکھکر سود کے کھانے کو حلال قرار دیتا ہے۔ اور اپنی پہلی غلطی کا احساس کرتا ہوا جواز کا حکم دے کر اسکی تلافی کرتا ہے
اب ملاحظہ فرمائیے۔ یورپ کے دانشور اس کے نقائص سے آگاہ ہو کر سود کے مخالفت میں کیا استدلال دیتے ہیں۔
(۱) دنیا میں سود ہی سے سرمایہ دارانہ نظام وجود میں آیا ہے۔

۲- بڑی جنگیں سود پر حاصل کئے ہوئے روپیوں سے اسلحہ خرید کر لڑی گئیں۔

۳- سود گیر سود خوار سے حاصل کئے ہوئے روپیوں کے ساتھ بے اعتنائی بھرت لیتا ہے۔ اور بے سوچے سمجھے کام پر لگا لیتا ہے۔ کیونکہ یہ روپیہ گاڑھے پسینے کی کمائی تو نہیں ہوتی۔

۴- سود خوار لالچی ہوتا ہے۔ اور اسمیں غریبوں کی ہمدردی کا فقدان ہوتا ہے۔

- اگر بہاء اللہ اسوقت زندہ ہوتے۔ تو دوسری دفعہ اپنی غلطی کا احساس کر کے دوبارہ اس کو حرام قرار دے کر غلطی کی دوبارہ تلافی کرتے۔ (کیونکہ ان کا دین ابن الوقت کے علاوہ کچھ نہیں)

اب دوسرا مخالف قرآن حکم ملاحظہ فرمائیے۔

اِن عدۃ الشھور تسعۃ عشر شھرا فی کتاب اللہ :-

اللہ کی کتاب (اقدس) میں مہینوں کی تعداد انیس ہے۔ سال کے مہینوں کی تقسیم نہ چاند کے حساب کے مطابق اور نہ سورج کے حساب کے مطابق ہے۔ اس طرح بہائیوں کے مہینے کے دن ۱۹ بنتے ہیں۔ ۱۹ مہینوں کے تین سو اکسٹھ دن بنتے ہیں۔ مگر بہاء اللہ تین سو اکسٹھ دن پر خود بھی غیر مطمئن معلوم ہوتا ہے چنانچہ آگے لکھتا ہے۔

ما تجاوزت العدد السنۃ والشھور

جو دن سال اور مہینوں میں بڑھ جائیں گے۔ حساب میں نہ لئے جائیں

سال میں پانچ دن بڑھ جانے کا خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور انہیں حساب میں نہ لئے جانے کی ہدایت کی ہے۔ اس کے مقابل قرآن کے مہینوں اور سالوں کا حساب چاند کے حساب کے عین مطابق ہے۔ اور گھٹ جانے اور بڑھ جانے کا کوئی خدشہ ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ بہائیوں کا نامواتق اور عجیب بلا خطہ ہو

۳- تیسرا حکم ملاحظہ ہو۔

ما مداخلہ در طعام جسمانی ابنا نمی کنیم مداخلہ ما در طعام روحانی است۔

ہم تمہارے جسمانی کھانے میں مداخلہ نہیں کرتے۔ بلکہ ہم تمہاری روحانی غذا میں دخل دیتے (جسمانی غذا کو حرام نہیں کہتے ہیں۔ جو بھی ہاتھ لگے کھا سکتے ہیں)

اس حکم کے تحت سؤر کا گوشت اور مدہوش کرنے والی نشہ آور چیزیں یعنی شراب، افیون کھانے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں مغربی ممالک کے لوگوں کا من بھاتا کھاجا ہے۔ اس کے مقابل قرآن کریم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (البقرہ آیت ۱۷۳)

اس نے تم پر خود مردہ خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جسے اللہ کے سوا (کسی غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے) نامزد کیا جائے۔

ایک انگریز نو مسلم مرماڈیوک پکتھال جس کا اسلام اختیار کرنا فرقہ واریت سے بالاتر ہے۔ جس نے عالمی مذاہب کی تحقیق و تجسس کے بعد ہی اسلام قبول فرمایا۔ مذہب اسلام کے تحقیق پر کئی کتابیں لکھیں۔ چنانچہ ایک محقق کی حیثیت میں

موصوف مذکور نے سالم قرآن شریف کا ترجمہ بلا لحاظ فرقہ داریت لفظ بلفظ مصدقہ علمائے جامعہ ازہر مصر کیا ہے آیت صدر کا ترجمہ ان الفاظ میں کرتا ہے

Forbidden unto you (for food) are carrion and blood swine flesh, and that which hath been dedicated unto any other than Allah

انگریزی خواندہ قارئین (dedicated) کا لفظ جو اھل کا ترجمہ ہے - ڈکشنری میں دیکھ کر اطمینان فرما دیں -

مولانا فتح محمد خان جالندھری جو ایک مشہور حنفی مستند عالم مترجم مفسر قرآن پاک ہیں - آیت مندرجہ صدر کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں - لغت میں اہلال کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں - اور وہ مفسرین جو اس لفظ کے معنوں میں ذبح کا لفظ استعمال کرتے ہیں - وہ شان نزول کے لحاظ سے کرتے ہیں - کیونکہ جاہلیت میں جو جانور غیر خدا کیلئے مقرر کیا جاتا تھا - ذبح کرتے وقت اس پر اسی غیر خدا کا نام لیا جاتا تھا حقیقت یوں جو چیز غیر خدا کے لئے مقرر کیجائے - خواہ وہ جانور ہو یا کچھ اور حرام ہے - اس لئے کہ آیت میں حرف ما کا استعمال فرمایا گیا ہے - جس کے معنے ہیں "جو چیز" اور وہ عام طور پہ ذبح حیوان اور وہ اشیاء جو کھانے اور پینے کے ہوں - یا اور طرح کی استعمال کی چیزیں سب شامل ہیں - چونکہ لغت مقدم ہے - اس لئے لغوی معنے استعمال کئے گئے ہیں - حرمت و حلت میں نیت کو بڑا دخل ہے - مثلاً

جو جانور غیر خدا کے تقرّب کیلئے مقرّر کیا گیا ہو۔ اور اُس پر ذبح کے وقت خدا یا غیر خدا کا نام لیا جائے۔ حرمت کے لحاظ سے برابر ہے۔ خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہیں ہوگا۔ علمائے کرام نے لکھا ہے اگر مسلمان نے کوئی جانور غیر خدا کے تقرّب کے لئے ذبح کیا۔ تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور وہ جانور ایسا ہو گا۔ جیسے مرتد کا ذبح کیا ہوا۔ بہر حال نذر و نیاز کی نیّت صرف خدا ہی کے لئے کرنی چاہیئے۔ اور ذبح کرنیکے وقت اُسی وحدہ لاشریک کا نام لیا جائے۔

اوّل الذکر تین چیزوں کی حرمت کا ذکر یہود کی شریعت میں بھی ہے چنانچہ مردار کی حرمت احبار ۱۷ : ۱۵ میں خون کی حرمت احبار ۷ : ۲۶ سؤر کی حُرمت احبار ۱۱ : ۷ میں۔ گو عیسائیوں نے سؤر کو حلال جانکر اُسے اپنی محبوب ترین غذا بنا لیا ہے۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام میں بھی سؤر کو پلید قرار دیا گیا ہے۔ جیسے اپنے موتیوں کو سؤروں کے آگے مت پھینکو۔ (متی ۷ : ۶) پطرس بھی سؤروں کے ساتھ ان لوگوں کو مشابہت دیتا ہے۔ جو بار بار گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یعنے اس کو ناپاک قرار دیتا ہے۔ پطرس (۲ : ۲۲) مردار اور خون اور سؤر کے گوشت میں ہرش کا ہونا آج ایک مسلمہ امر ہے۔ اخلاق پر جو بُرا اثر ان سے پڑتا ہے۔ اس پر خود واقعات شاہد ہیں۔ مردار خوار قومیں جیسے چوہڑے چوہڑے ہمیشہ سے نہایت ہی ذلیل حالت میں رہی ہیں۔ خون پینا درندوں کا کام ہے۔ اس سے درندگی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ذبح کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ تاکہ زہریلا خون بہہ جائے۔

اور انسان درندہ بننے سے بچ رہا ہے۔ سؤر کا گوشت کھانے سے جو بے غیرتی انسانوں میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ آج کل کے مہذب قوموں کے فحش تعلقات اور عورتوں کے ننگے جسموں سے خود ظاہر ہے۔

اسلام نے ان تین چیزوں کے علاوہ جن کا اثر صحت جسمانی کے علاوہ اخلاق پر بھی بُرا پڑتا ہے۔ ایک چوتھی چیز حرام کردی ہے۔ جس کی ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا قرب حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔ اور یوں شرک کو عملی رنگ میں جڑ سے کاٹا ہے۔ اس آیت کریمہ میں صرف حرام چیزوں کی تفصیل دی گئی ہے۔ اور اسی حرمت میں وَمَآ اُھِلَّ کو شامل کیا گیا ہے۔ "اُھِلَّ" کے معنے نامزد کرنے کے ہیں۔ یعنی اللہ کے سوا کسی کا قرب حاصل کرنے کے لئے جانور یا کسی اور چیز کو بِلِسان یا بِالقلب موسوم کرنے پر ہی یہ جانور یا چیز حرمت میں داخل ہوئی۔ اور پھر یہی حرام جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے کیسے حلال ہوا۔ بیسویں صدی کے احمدی وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے معنے "اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا جائے"۔ کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اس معنی کا ارشاد اس کے بعد کی آیت میں واضح طور درج ہے۔ آیت ملاحظہ ہو۔

لَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ الانعام آیت (۱۲۲)

(ترجمہ) اس سے مت کھاؤ۔ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہو۔ اور یقیناً یہ نافرمانی ہے۔ قارئین قرآنی الفاظ "وَمَآ اُھِلَّ" "لَمْ

"یُذکَرَ اسْمُ اللّٰہ" کا تجزیہ کریں۔ اگر "اُھِلَّ" میں "ھ" کے بجائے "ح" ہوتا۔ تو لفظ اُحِلَّ بن جاتا۔ جس کے معنے حلال کرنے کے ہوتے۔ مگر یہاں ح کے بجائے ھ ہے جس سے اھل بن جاتا۔ جو لفظ ہی دوسرا ہے۔ اور جس کے معنے نامزد یا مشہور کرنے کے ہیں۔ یہ لفظ اھلال سے نکلا ہے جس کے معنے شہرت دینا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو کلمہ تہلیل کہا جاتا ہے۔ یعنی مشہور کلمہ ہے۔ پہلی تاریخ کے چاند کو بھی ہلال کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یعنی شہرت یافتہ اس کے دیکھنے پر ہی اس کی شہرت ہوتی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اُھِلَّ کے معنی شہرت دینا یا مشہور کرنے کے ہیں۔ اور ذبح کرنے کے معنی میں نہیں لئے جا سکتے۔ خود غرض لوگ اس کے غلط ترجمے کر کے لِغَیْرِ اللّٰہ کھانے کا جواز پیدا کرتے ہیں۔* (درمختار صفحہ ۹۴ ملاحظہ ہو)

بہاء اللہ کے بعد اس کا بڑا لڑکا عباس افندی عبد البہاء کے لقب سے اس کا خلیفہ اور جانشین بن بیٹھا۔ وہ باپ کے ساتھ عکہ کے قید خانے میں نظر بند رہا۔ دوران نظر بندی باپ کے مفسر اور مبین رہے۔ باپ کی وفات کے بعد سولہ برس تک قید میں رہ کر ۱۹۰۸ء میں رہائی پائی۔ رہائی پا کر حیفہ چلے گئے۔ اور اپنے آپ کو ابن اللہ جتلا کر اپنے باپ کے مشن کا آغاز کر دیا۔ رومی اور ایرانی کہاوت میں دانتو سنس ہرکولیس اور متھرا کو خدائی مجسمہ قرار دیا گیا تھا۔ عیسائیوں کے ایک فرقہ نے بھی مسیح کی بت کی پرستش کر کے ہی علیہ السلام کو خدا کا مجسم تسلیم کیا۔ عبد البہاء نے عیسائیوں کے اس غلط یقینی کی تصدیق کر کے اپنے آپ کو مسیح ثانی (بہاء اللہ) کا

* حدیث شریف میں دو میت یعنی خود مردہ مچھلی اور خود مردہ ٹڈی کو اور دو خون کلیجی اور تلی کو حلال مانا گیا ہے۔ دوائیوں میں استعمال شدہ شراب مخفی سے بھی منع نہیں فرمایا گیا ہے۔ مگر لغیر اللہ کا کھانا سوائے تین دن مسلسل فاقہ اور بھوک کے کسی صورت میں بھی حلال نہیں قرار دیا گیا ہے۔

بیٹا جتلا کر ابن اللہ قرار دیا۔ بہاء اللہ کی دعاوی کے مطابق خالق کائنات کا انسانی مجسمے میں سابقہ تمام بہا دارشادات الٰہیہ کے مطابق وجود پانا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس اُس کے کہنے کے مطابق یسوع مسیح کا خدائی روپ اختیار کرنا بھی ضروری قرار دیا گیا۔ اب جبکہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ لوگ یسوع مسیح کے تعلیمات کو بھول گئے تھے۔ اور ان تعلیمات کو نئے نئے معنی پہنانے لگے تھے۔ تو خدا کو بہاء اللہ کی شکل میں یسوع مسیح کا مثنیٰ بنا دینا ضروری ہوا۔ تاکہ بندگان خدا بھٹک نہ جائیں۔

۱۹۱۱ء کے آخر میں عباس افندی عبدالبہا امریکہ چلے گئے چونکہ مغربی ممالک کے مسیحی پیرؤ بائبل کے قانون سے کسی طرح سے بھی مطمئن نہیں دکھائی دے رہے تھے۔ اور بائبل میں ترمیم پر ترمیم کرتے جا رہے تھے۔ عین اُسوقت عبدالبہا امریکہ پہنچ گئے۔ اور لوگوں کے رجحانات دیکھکر نہایت ہی شیریں زبان سے اپنے باپ کو یسوع مسیح کا مثنیٰ قرار دے کر خود کو ابن اللہ جتلانے لگے۔ اور ایک عالمی برادری قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ جس کی رُو سے کوئی بھی شخص خواہ کسی مذہب سے متعلق ہو۔ اس سوسائٹی کا ممبر بن سکتا۔ اور اس سوسائٹی کی بنیاد باہمدیگر محبت و شفقت پر ہوگی عبدالبہاء تقیہ کا اصول استعمال کرتا ہوا عیسائیوں کے عادات اور رجحانات دیکھکر اپنے لیکچرز میں ان کے عادات و رجحانات کو بہائی مذہب کے اصول قرار دئے۔ جو لوگ عیسائی مذہب کے اصولوں سے زیادہ

واقف نہ تھے۔ انہیں دامِ تزویر میں پھنسانے میں کامیاب ہوا۔ اُدھر عبدالبہاء کے روحانی پیشوائیت کے دعوائے پر بہائی فرقے میں بگاڑ ہوا۔ کیونکہ بہاء اللہ کی پیشینگوئی کے مطابق اپنے صعود کے ایکہزار سال کے بعد تک کوئی بھی روحانی پیشوائی کا دعوائے نہیں کر سکتا تھا۔ مگر عبدالبہا نے اپنے باپ کے صرف سولہ سال بعد ہی یعنے ۱۹۰۸ء میں ہی روحانی پیشوائی کا دعوائے کیا۔ اور اس بگاڑ کی وجہ سے بہت سے بہائی دوبارہ مسلمان ہونے لگے۔

تقیہ کا سہارا لے کر عبدالبہاء کے امریکیوں کا میلانِ طبع دیکھکر اُنہیں سوئر کے گوشت کھانے کی اجازت دے دی تھی۔ چونکہ مشرقِ وسطیٰ کی اکثریت صدیوں سے اس گوشت سے نفرت کرتی تھی۔ اس لئے وہاں اس حکم کے خلاف ایک ہیجان برپا ہوا۔ اس لئے ڈاکٹر خیراللہ کو جو شام کا ایک یہودی تھا۔ بہائی بنا کر امریکہ میں جانشین بنا کر ۱۹۱۳ء میں واپس حیفہ پہنچا۔ ڈاکٹر خیراللہ امریکیوں کے طبیعت سے واقف تھا۔ اور پوشیدہ مجلسیں قائم کر کے بہائیت کا پرچار کرتا رہا۔ اور کچھ کامیابی حاصل کر سکا۔

حیفہ پہنچکر سوئر کے گوشت کی اجازت سے مشرقِ وسطیٰ میں ہیجان دیکھکر اس ہیجان کو زائل کرنے کی خاطر مندرجۂ ذیل خطاب کرتے ہیں۔

خدا نے اپنے قانونِ خلقت کے مطابق ہر جاندار کے لئے مختلف قسم کی خوراک مقرر فرمائی ہے۔ پرندوں کو چونچ دی ہے۔ تاکہ وہ دانہ کھا سکیں۔ گائے بکری جیسے جانوروں کو پیسنے والے دانت دیئے ہیں۔ تاکہ وہ چارہ

چبا کر اور اپنے دانتوں سے پیس کر کھایا کریں۔ درندہ جانوروں کو پنجے اور پھاڑنے والے دانت دیئے ہیں۔ تاکہ وہ شکار کر کے اپنا پیٹ بھریں۔ کیونکہ وہ گھاس چارہ نہیں کھا سکتے۔ گوشت ان کی غذا ہے۔ انسان کی غذا گوشت نہیں۔ کیونکہ پیدائشی طور پر اُسے گوشت خوری کے آلات نہیں دیئے گئے۔ خدا نے اسے بہترین حُسن کا پتلا اور مبارک بنایا ہے۔ درندہ اور خونخوار نہیں بنایا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ عبدالبہا کی منطق جس کے مطابق خدا نے انسان کو گوشت خوری کے آلات نہیں دیئے ہیں۔ بہائیوں کو عقل نہیں سمجھاتی۔ کہ قدرت نے انسان کو یہ جو مضبوط دانت دیئے۔ تو کس لئے۔ کیا یہ گوشت کو نہیں چبا اور پھاڑ سکتے۔ انسان کے دانت صرف کھیر اور فرنی کے لئے ہی دیئے۔ گوشت کیلئے نہیں۔ انسان گوشت سے بھی سخت ترین چیز کو بھی انہیں دانتوں سے ریزہ ریزہ کر کے کھانے کے قابل بنا سکتا ہے۔ گوشت اور سخت چیز کھانا قانونِ قدرت کے خلاف ہوتا۔ تو انسان دانتوں سے ہی محروم ہوتا۔ روٹی اور چاول بغیر دانت کے بھی کھائے جا سکتے جیسے بغیر دانت بچے بھی یہ چیزیں کھا سکتے ہیں۔ بہائی منطق ملاحظہ ہو۔

درندوں کو چیرنے پھاڑنے کیلئے چوڑے دانت دیئے گئے ہیں۔ چرندوں کو گھاس وغیرہ پیسنے کیلئے گول دانت ملے ہیں۔ انسان کو دونوں قسموں کے دانت ملے ہیں۔ تاکہ چوڑے دانتوں سے ماس کی

قسم کی غذائیں۔ گول دانتوں سے گھاس کی قسم کی خوراک چبا سکے اسی کو احسنِ تقویم کہتے ہیں۔

دشمنانِ خدا و رسول سے آخری بات

ہمیشہ سے رحمانی طاقت کے مقابلہ میں شیطانی نمرودی اور فرعونی قوت مقابل رہی ہے۔ چنانچہ گذشتہ صدی کے وسط میں بھی مرزا حسن علی بہاء اللہ کے نام سے یہ بھی قسم نغمہ آیا ہوا۔ رہا انکا انجام وہ تو قرآن کریم سے صاف ظاہر ہے۔ اب انیسویں صدی کے اس نام نہاد خدا کا انجام بھی قارئین رسالہ ہذا نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ ابتدا میں ہی سراب کی طرح ایک پیاسے مسافر کو پانی کا دھوکہ دیتی رہی۔ جب وہ اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ تو تشنہ لب کی آنکھ کھل گئی۔ اور کف افسوس ملتا رہا۔ چنانچہ کبھی وہ مایوس ہو گیا قانونِ فطرت کے آبِ زلال پا کر پیاس بجھائی۔ اور کبھی پریشان ہو کر غم سے غرقی میں جان گنوا بیٹھا۔ علی ہذا القیاس نبوت و رسالت کو مکمل کرنے والے امام المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قصرِ نبوت میں رخنہ اندازی کیلئے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، حسن بن صباح، مرزا غلام احمد قادیانی جیسے جھوٹے مدعی کھڑے ہوئے۔ رہا انہوں نے کیا کیا اور کیا پایا وہ انکی جماعتی افراد پیروکاروں کی اعداد و شمار خود بخود ظاہر کرتے ہیں۔ کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً۔

بہرحال غلبہ ہمیشہ عاشقانِ تحفظ رسالت کا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی :- اللہ پاک نے قانون لکھ دیا ہے۔ کہ غلبہ آخرکار اللہ اور اس کے پیغمبر کا ہے۔ والسلام

فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین

الداعی الی الحق:

ماسٹر غلام محمد بٹ